6 قدرتی ریشے
(Natural Fibres)

کھانے کے قابل کیلے کے پودے سے بنائے گئے ریشوں کا استعمال جاپان کے روایتی ریشے دار کپڑے 'بشوفو' کی بُنائی کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ کپڑا ناہموار، بے لچک ہوتا ہے اور اسے روایتی جاپانی لباس کِمونو بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

کیلے کے پودے سے ریشے نکالنے، دھاگا کاتنے، کپڑا بُننے اور کپڑے کو ڈیزائن کرنے کی دستکاری 'اوکی ناوا' جزائر میں انتہائی قدر و قیمت کی حامل دستکاری ہے۔

جاپان میں دستکاری کی قدیم روایت رہی ہے جو اپنی خوش وضعی اور نفاست کے لیے دنیا بھر میں مشہور رہی ہے۔ گزشتہ صدی میں دوسری عالمی جنگ، تیز رفتار صنعت کاری اور جاپان میں تیزی سے پھیلتے ہوئے اس فنکارانہ وراثت کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اکیسویں صدی کے کمپیوٹر اور ٹیلی ویژن کے عہد میں نوجوان نسلیں اپنی اس خاندانی روایت کو قائم رکھنے میں کشمکش کا شکار تھیں۔

روایتی جاپانی کِمونو (kimono)

ان حالات کے پیشِ نظر حکومت نے ایک نئی اسکیم شروع کی اور جاپان کے اُن عظیم فنکاروں کو جنھوں نے دستکاری اور تخلیقی صلاحیت کے میدان میں مہارت بہم پہنچائیں 'زندہ قومی خزینے' کے خطاب سے نوازنا شروع کیا۔ دانشوروں، سیّاحوں اور طالب علموں کی ان ماہرین کے ساتھ مل کر تلاش و تحقیق اور مطالعہ کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ یہ ایک حیرت انگیز مثال ہے کہ آج جاپانی کس طرح اپنی دستکاری کی روایتوں کی قدر کرتے ہیں اور دستکاری کو بطور پیشہ اپنائے ہوئے لوگوں کی قدردانی کرتے ہیں۔

یہ دستکاری کس طرح شروع ہوئی

مختلف النوع آب و ہوا اور سنگلاخ قطعۂ زمین پر رہنے والے فرقوں نے مقامی طور پر دستیاب قدرتی ریشوں سے اپنی بقا کے لیے ضروری، کئی قسم کی اشیا بنا کر اپنے اردگرد کے ماحول کے چیلنجوں کا تخلیقی جواب پیش کیا۔

فنکاروں نے اختراعی صلاحیتوں سے قدرتی ریشوں کی مصنوعات کی کئی قسمیں بنائیں۔ مصنوعات، پیمائش اور اقسام دونوں کے اعتبار سے کئی طرح کی ہیں۔ گھروں اور رین بسیروں، وقت ضرورت بنائے جانے

والے پُلوں اور باڑ جیسے بڑے تعمیراتی کاموں سے لے کر چھوٹی چھوٹی چیزوں جیسے ٹوکری، چٹائی اور ہاتھ کے پنکھے تک کئی قسمیں ہیں۔

ہندوستان کے شمال مشرقی خطے کی بانس اور بید کی دستکاری کئی اقسام اور روایتی ذہانت کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ کئی قسم کی ٹوکریوں کی ایجاد ان کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے کی گئی، جیسا کہ ان مثالوں سے دیکھا جا سکتا ہے کہ میزورم میں کھلی بنائی کی ٹوکریاں لچک دار ہوتی ہیں اور اس میں آگ جلانے کی لکڑی لائی جا سکتی ہے جب کہ میگھالیہ کی گارو پہاڑیوں میں گتھی ہوئی بنائی والی ٹوکریوں کو چاول لانے لے جانے اور ذخیرہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹوکریوں کی دوسری قسموں کا تعین ثقافت یا مختلف فرقوں کی ضرورتوں کے مطابق ہوتا رہا ہے۔

قدرتی ریشہ کیا ہے؟

خلوی مادّوں (cellulose) یا پودوں سے بنے قدرتی ریشوں کو پودے کے ہر حصّے جیسے جڑ، تنے یا شاخ، پتوں، پھلوں اور کئی قسم کی نسل کے درختوں کی چھال سے حاصل کیا جا سکتا ہے (نیچے دی ہوئی جدول دیکھیے)۔

ریشوں کو کسی ایسے پتّے سے نکالا جا سکتا ہے جو ریشہ دار، لچیلا، مضبوط اور سبز ہو۔ اگر پتّا بغیر پھٹے انگلی پر لپٹ سکے تو اس میں ریشے بنانے کی صلاحیت ہو سکتی ہے۔

جڑ	تنا	شاخ	پتا	پھل / بیج
خس	بانس	بیدِ مجنوں	تاڑ	کپاس
	کورا گھاس		کھجور	ناریل کا ریشہ
	پٹ سن		ناریل	چھالیہ
	بھنگ		چھالیہ	
	آبی سُنبل		سیسل	
	کیلا		کیلا	
	کَونا نرسل		اننّاس	
	تاڑ کے درخت		کیوڑے کا درخت	
	مونج گھاس			
	سرکنڈا			
	واگو نرسل			
	سِکّی گھاس			
	قنا بیسی / پُلّا			
	بید			
	بھنڈی			
	بچھو گھاس			
	فلیکس			
	ارھر			

کیلے کا ریشہ

خس کا ریشہ

سیسل کا ریشہ

ریشے: قدرتی یا مصنوعی سامان کے بنے وہ دھاگے یا فلیمنٹ (filament) جنھیں کات کر دھاگا بُنا جا سکے

قدرتی ریشوں کا حسن

قدرتی ریشوں سے بنی مصنوعات میں بعض امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں، یہ رنگ، ساخت اور زمین سے جڑے ہونے کی مشترک علامت ہوتی ہیں۔ بانس کے ریشوں سے بنی ٹوکری اپنی وضع میں، چھونے میں اور ساخت کے اعتبار سے پلاسٹک کے کسی تھیلے سے قطعی طور پر مختلف ہوگی۔ ایک ہی قسم کی ہونے کے باوجود بانس کی کوئی دو ٹوکریوں کا رنگ ایک سا نہیں ہوگا۔ بنی ہوئی سطح پر نرسل کی چٹائی ہی کی طرح سفید اور بھورے رنگ کی الگ الگ رنگت ہوسکتی ہے۔ ان دنوں بڑے فیشن ادارے اس حسن کی تلاش میں رہتے ہیں جو غیر موزونیت، بے ہنگمی اور قدرتی ہم آہنگی میں مضمر ہے۔

ریشے پودوں کے حصوں کو پارہ پارہ کرکے یا چھیل کر یا دھاگے بنانے کے لیے کوٹ کر یا پٹیاں بنانے کے لیے کاٹ کر حاصل کیے جاتے ہیں۔ پودوں کے ریشے سے پچھلے زمانے میں کپڑے کپاس کو کات کر بنائے گئے دھاگوں سے بنے جاتے تھے۔ قدیم فرقے بسیرے اور چھپّر کی چھتوں کی تعمیر کے لیے قدرتی ریشوں کا استعمال کیا کرتے تھے۔

قدرتی ریشوں کی خصوصیات

مختلف ریشوں میں مضبوطی، اظہار، لچیلے پن، رنگ، ساخت اور بُو کے اعتبار سے الگ الگ طبعی خصوصیات ہوتی ہیں۔

اس خام مال کے ساتھ کام کرنے کی روایتی مہارت اور معلومات ایک معاشی سرگرمی ہے جو اکثر ایک اضافی سرگرمی کے طور پر معمولی سی اضافی آمدنی کے لیے اس وقت کی جاتی ہے جب مرحلے وار کاشت کاری کے کام میں وقفہ آجاتا ہے۔

جڑیں

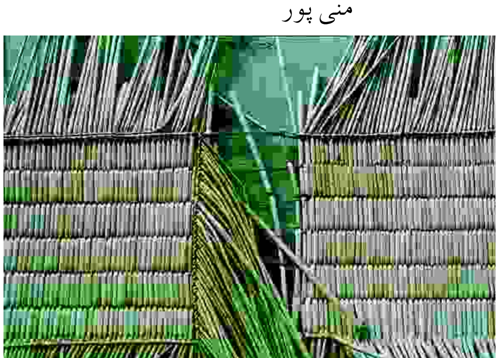
نرسل کی نامکمل چٹائی، منی پور

ملیالم میں خَس یا راماچم (*Vetiveria zizaniodes*) گھنی گچھے دار گھاس کی خوشبودار جڑ ہے۔ اس گھاس کی گھنی موٹی جڑیں ہوتی ہیں جو زمین کے کٹاؤ کو روکنے میں معاون ہیں۔ اس لیے یہ چشموں کے کناروں، چھتوں اور دھان کے کھیتوں کے لیے ایک عمدہ مضبوط باڑ ہے۔ خَس گھاس کئی ریاستوں میں خودرو ہے لیکن راجستھان، اتر پردیش، پنجاب، کیرالا، کرناٹک، تمل ناڈو اور آندھرا پردیش میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔

خس اپنی خوشبو اور ٹھنڈک کی خصوصیات کے لیے معروف ہے۔ اس کی جڑیں چٹائیاں، بستر اور ڈیزرٹ کولروں میں پیڈ کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ خشک تنوں کو جھاڑو، پنکھے، ٹوپیاں اور جوتیاں بنانے اور چھپر ڈالنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

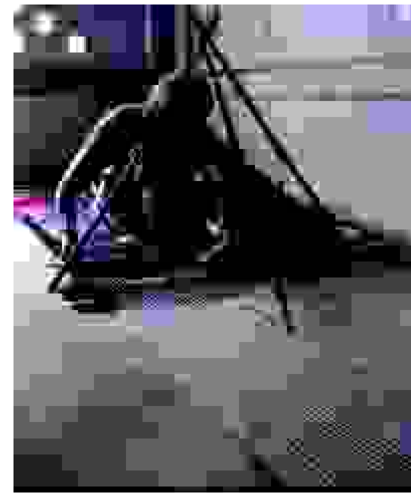

روایتی کرگھے پر کورا چٹائی بنتے ہوئے بنکر ، تمل ناڈو

تنے

ٹوکریوں، چٹائیوں اور فرشیوں کی بہت سی قسمیں گھاس اور نرسل کے ریشوں سے بنائی جاتی ہیں جنھیں مقامی زبانوں میں مونج سرکنڈا، کوڑا، سَکّی، چیکیا نگ، مدورکاٹھی، چاول کی پھونس اور کونا نرسل کہا جاتا ہے۔ دلدلی زمین اور تالابوں میں نرسل قدرتی طور پر اُگتے ہیں۔

کونا اس نرسل یا سرکنڈا کا مقامی نام ہے جو سائپراسی (Cyperaceae) خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور امپھال وادی کی مرطوب زمینوں میں اگایا جاتا ہے۔ اس کا تنا اسطوانی (بیلن کی شکل کا) نرم اور لچیلا ہوتا ہے جس سے منی پور کے میتری فرقے کی عورتیں چٹائیاں بنتی ہیں اور گول و مستطیل تکیے اور گدّے بناتی ہیں۔ اس دستکاری کے لیے خام مال سادہ سے عمل کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے جس کے تحت نرسل کو پودے کی جڑ کے قریب سے کاٹا جاتا ہے اور دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔ اگر اسے لمبے عرصے تک محفوظ رکھنا یا ذخیرہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو اسے دھواں بھی دیا جاتا ہے۔ چٹائیاں ڈنٹھلوں کو باہم پیچاں کرکے پٹ سن کے دھاگوں کے ساتھ بنیادی اور سادے اوزار استعمال کرتے ہوئے بنی جاتی ہیں۔ چٹائیوں اور تکیوں کے سروں پر ہاتھ سے منفرد انداز میں فنشنگ کی جاتی ہے۔

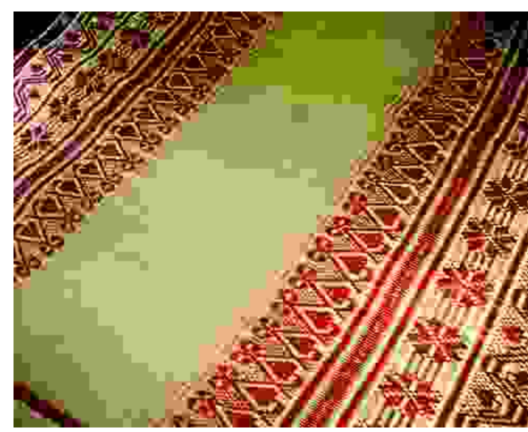

شیتل پٹی، آسام

کورائی (تمل ناڈو) یا کورا (کیرالا) بھی سائپراسی خاندان سے ہیں۔ یہ مرطوب یا پانی والی زمین کا پودا ہے جس کی کاشت تمل ناڈو کے جنوبی ضلعوں میں کی جاتی ہے۔ تنوں کو پودے کی جڑ کے پاس سے کاٹا جاتا ہے، عمودی سطح پر گوندھا جاتا ہے اور دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔ سوکھنے پر گوندھے ہوئے تنے بل کھا کر ہموار اور نلکیوں دار ہو جاتے ہیں۔ پٹّیوں، جیومیٹری کی اشکال، قدرتی اور رنگائی کے کام آنے والے رنگوں کے ساتھ چٹائیوں کی کئی قسمیں ہیں جنھیں تمل ناڈو اور کیرالا کے کئی ضلعوں میں بُنا جاتا ہے۔ چٹائیوں کو اُفقی فرشی کرگھوں پر بُنا جاتا ہے۔ قدرتی رنگوں کی بھرواں دھاری دار چٹائیاں فرش پر بچھانے کے لیے بہت مقبول ہیں۔

چٹائی بُنکر سادہ یا کاٹھی کے پتوں کے ڈنٹھلوں سے ڈنڈیاں الگ کرتی ہوئی، مغربی بنگال

مغربی بنگال کے مدنا پور ضلع میں کورا جیسے نرسل کی ایک اور قسم کی کاشت، کٹائی اور صفائی کی جاتی ہے جسے مدورکاٹی (Cyperus corymbosus) کہتے ہیں۔ نفاست سے گوندھے ہوئے مدور سے چٹائیاں بُنی جاتی ہیں جس میں وسطی عقبی زمین ہوتی ہے جس کے دونوں طرف ڈیزائن والے بارڈر ہوتے ہیں۔ بُنکر اعلیٰ ذہنی صلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے لطیف فرق والے دو قدرتی رنگوں کے تنکوں کو لے کر یا تنکوں کے منتخبہ حصوں کو رنگ کر سروں میں فرق پیدا کر دیتے ہیں۔ کرگھے اور بنائی دونوں ہی تکنیکیں انتہائی بنیادی نوعیت کی ہیں لیکن ان کے لیے جدید ترین آلات اور تکنیک کے بجائے انسانی مہارت اور دستکاری کی مہارت کی ضرورت ہے۔

بُنی ہوئی چٹائیوں کے برعکس شیتل پٹی یا ٹھنڈی چٹائیاں چٹیّں ڈالنے کی تکنیک سے آسام اور تری پورہ میں بنائی جاتی ہیں۔ چٹائی کی ہموار اور چمکدار سطح ہوتی ہے۔ مُرتا پودے یا مرانتا ڈیکوتوما *(Maranta dichotoma)* کو ہرا ابھرا کاٹا جاتا ہے، سوڑے کے پانی سے دھویا جاتا ہے اور پھر سکھایا جاتا ہے۔ پھر اسے اُبالا جاتا ہے اور چٹائی کی چنّٹوں کے لیے پٹیوں کی شکل میں کاٹا جاتا ہے۔

اتر پردیش اور بہار میں عورتیں لچھّوں کی تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے ٹوکریاں بناتی ہیں۔ یہ جامع ٹوکرے مقامی استعمال کے لیے گوندھے ہوئے مونج یا سِکّی گھاس کے ڈنٹھلوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ٹرے اور کم گہرے ڈبے اناج اور آٹا رکھنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مونج ٹوکریاں کئی رنگوں کے ریشوں اور بڑے بڑے ڈیزائنوں کے ساتھ بیٹیوں کے جہیز کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

بہار کے مدھوبنی ضلع میں عورتیں سِکّی یا سنہری گھاس اور کئی رنگوں سے رنگے ڈنٹھلوں کے تال میل سے مذہبی رسوم یا روزمرہ کے لیے دیوتاؤں، جانوروں اور پرندوں کے پیکر بناتی ہیں۔ ان پیکروں کی شبیہ متھیلا کے لوک فن کی بازگشت معلوم ہوتی ہے جو گنگا کے شمالی ساحلوں پر اہم ثقافتی خطہ ہے۔

ہریانہ میں کھجور کے پتّوں سے حاصل کی گئی پٹیوں سے بھی لچھّے دار ٹوکریاں اور ڈبّے بنائے جاتے ہیں۔ مونج گھاس کے ریشوں کا ایک جھنڈ لچھوں کے لیے بنیادی سامان ہوتا ہے اور کھجور کے پتوں کی ایک پٹی لچھے پر لپیٹی جاتی ہے اور لچھوں کی قطاروں کو منطقی ترتیب کے ساتھ باندھا جاتا ہے۔

فرنیچر کی اشیا جیسے مونڈا یا اسٹول مکمل طور پر قدرتی ریشوں جیسے سرکنڈا اور مونج سے بنی پُرکشش مصنوعات کی مثالیں ہیں۔ سرکنڈا ایک جنگلی گھاس ہے جو ہریانہ میں پائی جاتی ہے اور اس کے لمبے لمبے تنوں کو دیسی مونڈا بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

بانس ایک لمبے درخت جیسی خودرو گھاس ہے جو زیادہ تر دنیا کے گرم اور نیم گرم خطوں میں اُگتی ہے۔ بانس قابل تجدید وسیلے کے طور پر خاصی اہمیت کا حامل ہے جو ہندوستان میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس لمبی گھاس کے تنے قطعی سیدھے، چوبی اور اسطوائی ہوتے ہیں جن میں گانٹھیں ہوتی ہیں۔ بعض تنے کھوکھلے اور بعض ٹھوس ہوتے ہیں۔ یہ اسطوائی تنے یا نرکل اوپر سے گاؤ دُم ہوتے ہیں۔ اوپر کی گانٹھوں میں پتّوں اور پھولوں کے ساتھ شاخیں ہوتی ہیں۔ بانس بہت قریب قریب جھنڈ میں بڑھتے ہیں۔ ہندوستان میں بانس کی 136 اجناس ہیں۔ اس کا نباتاتی نام بیمبو سائی *(bambusae)* ہے۔ بانس بہت تیزی سے بڑھتے ہیں۔ ایک دن میں 60 ملی میٹر سے 200 ملی میٹر تک اور بعض اقسام ایک دن میں 900 ملی میٹر تک بڑھتے ہیں۔ یہ وسیع پیمانے پر استعمال ہونے والا سامان ہے جو سخت، پائیدار، سستا اور ماحولیات کے لیے ضرر رساں نہیں ہوتا۔

بانس کو پورے کا پورا اور مختلف چوڑائیوں کے الگ الگ ٹکڑوں میں بہت سی مصنوعات بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ٹکڑے کرنے کے لیے داؤ جیسا سادہ سا اوزار یا درانتی یا چوڑے پھل کا چاقو عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بانس کی پوری لمبائی کے ساتھ ساتھ لمبے لمبے ریشے ہوتے ہیں اور ریشوں کے درمیان بندھن نسبتاً کمزور ہوتے ہیں جب کہ ریشے اپنے آپ میں انتہائی مضبوط ہوتے ہیں۔ ساخت کی یہ خصوصیت ان ٹکڑوں کو لمبائی میں الگ الگ کرنے میں معاون ہوتی ہے۔

مقامی فرقے اس خصوصیت کو مختلف اشیا بناتے ہوئے مناسب طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔

پٹ سن جو ایک قسم کا تنا یا اندرونی چھال کا ریشہ ہوتا ہے، اس کی کاشت مغربی بنگال میں کی جاتی ہے۔ پٹ سن کا کپڑا خستہ ہوتا ہے اور دھوپ اور بارش کا سامنا ہوتے ہی خراب ہو جاتا ہے۔ یہ کم مہنگے پیکنگ کے سامان کے طور پر مقبول رہا ہے۔ آج دستکاری کے شعبے میں پٹ سن کو نئے نئے طریقوں سے استعمال کرنے میں دلچسپی بڑھی ہے جیسے فیشن کے سامان، تھیلوں اور جھالروں کا استعمال کرتے ہوئے دیوار گیر پینل، کروشیے کی کڑھائی، مینڈھی اور دیگر تکنیکیں جن میں بُنائی نہیں ہوتی۔

تاڑ خاندان سے وابستہ درختوں اور پودوں کے پتّوں اور تنوں سے ٹوکریوں، ڈبوں، چٹائیوں اور فرنیچر کی بہت سی قسمیں بنائی جاتی ہیں۔

تاڑ کے درخت عام طور پر ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں پائے جاتے ہیں اور اس کی بعض قسمیں جیسے کہ کھجور نیم بنجر خطوں میں اُگتی ہیں۔ ناریل چھالیہ اور کھجور کے درختوں کے پروں جیسے پتّے ہوتے ہیں جب کہ پنکھیا تاڑ یا ٹوڈی درخت کے پنکھڑی جیسے پتے ہوتے ہیں۔

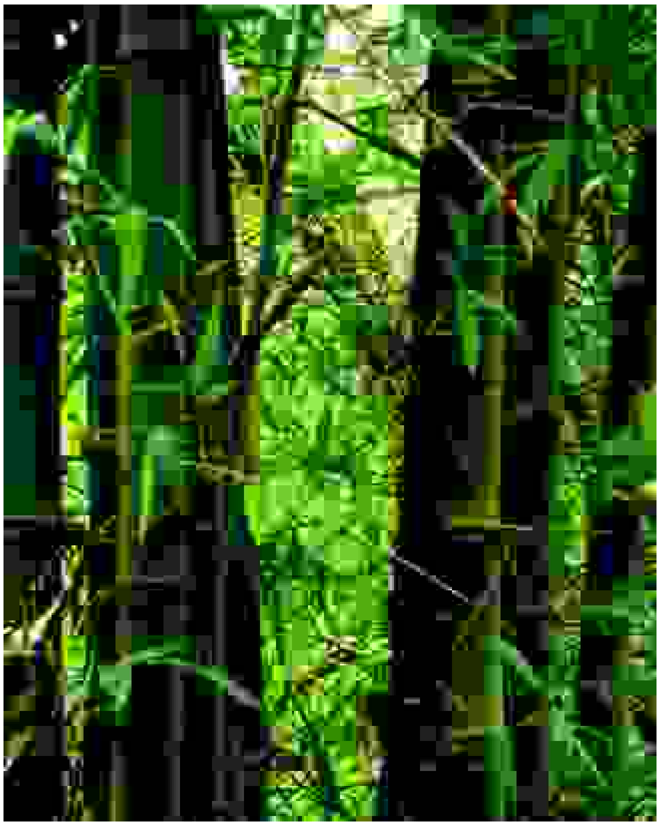

بائیہ ریشے (Bast fibres) عام طور پر طویل ریشے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے انھیں دھاگا بنانے اور کپڑا بننے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

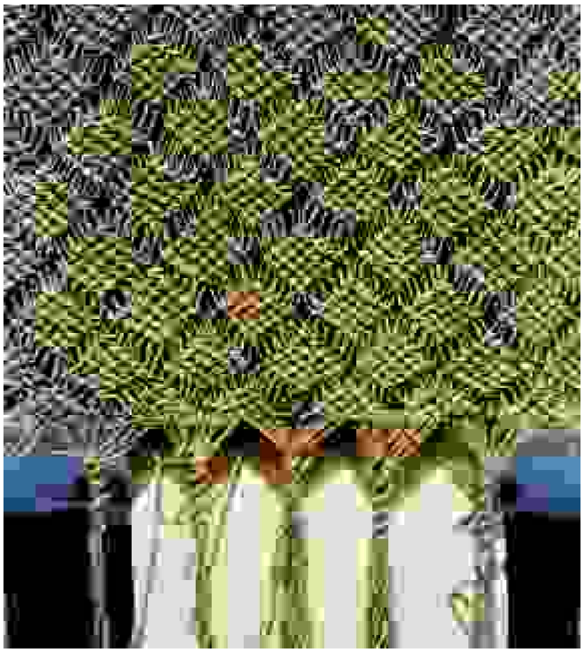

موجودہ دور کے ایک دیوار گیر پینل کی جزئیات جسے بٹنے یا پھندے لگانے کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے ٹاٹ کے دھاگوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

تاڑ کے پتوں سے بنے مختلف کاموں میں استعمال ہونے والے ڈبّے

ایک کاریگر تاڑ کے پتوں کی تہوں کو چاقو سے چیر کر پتوں کی پٹیاں بناتی ہوئی اور پتوں کو وسطی حصے سے علاحدہ کرتی ہوئی

ساحلی تمل ناڈو کی مقامی آبادی تاڑ کے درخت کے ہر حصّے کو بڑی عقل مندی سے استعمال کرنے کے لیے معروف ہے۔ وہ اس سے کئی چیزیں بناتے ہیں۔ تنے کو مقامی تعمیرات میں اور شہتیر بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پتّوں کو پورا پورا استعمال کر کے چھپّر اور دیواروں کے پینل بنائے جاتے ہیں جب کہ ریشوں کو ٹوکریاں اور پھٹکنے کی ٹرے بنانے اور مچھلی وشکر کو پیک کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ تاڑ کا تیل اور تاڑ کے پھل غذائی اجناس ہیں۔

بید ایک اہم جنگلاتی پیداوار ہے جو عام طور پر ملک کے شمال مشرقی حصوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ اسطوانی اور ہر طرف سے یکساں موٹائی کے ٹھوس اور بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ مضبوط، لچک دار اور لچکنے اور پھیلنے کی اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے بید فرنیچر، ہیٹ، چھڑیاں، مچھلی پکڑنے کے کانٹے اور ٹوکریاں بنانے کے لیے قطعی مناسب ہے۔ اروناچل پردیش میں تو جھولا پُل بھی بید کے بنائے جاتے ہیں۔ بید کی پٹیاں کسنے اور باندھنے کے کام آتی ہیں اور ہموار و لچیلی ہونے کی وجہ سے ٹوکریوں

تاڑ کے پتوں کے دستکار کا گھر، تمل ناڈو

کے گھیروں اورسروں کو باندھنے کے لیے ان کا خصوصی استعمال کیا جاتا ہے۔

بیدان چڑھنے والے پودوں کے طویل چھریرے تنے ہیں جوتاڑ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں آسام، ارونا چل پردیش ،انڈمان، ناگالینڈ، منی پور، میزورم، میگھالیہ، کیرالا، کرناٹک اور تمل ناڈو میں بید کی 30 اقسام پائی جاتی ہیں۔

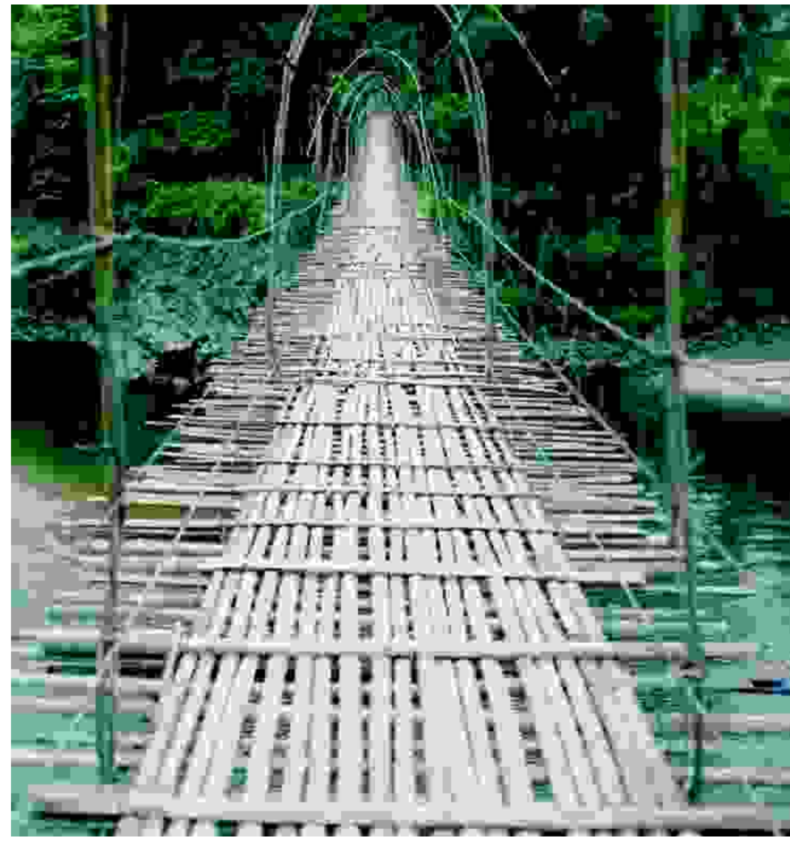

آلونگ، اروناچل پردیش میں برساتی دریا پر بید اور بانس کا بنا ایک عارضی پل

کُلی طور سے بید کا بنا ایک ہلکا پھلکا (shallow) گول ٹوکرا

ماہر دستکاروں کا بنایا ہوا بید کا فرنیچر، ناگالینڈ

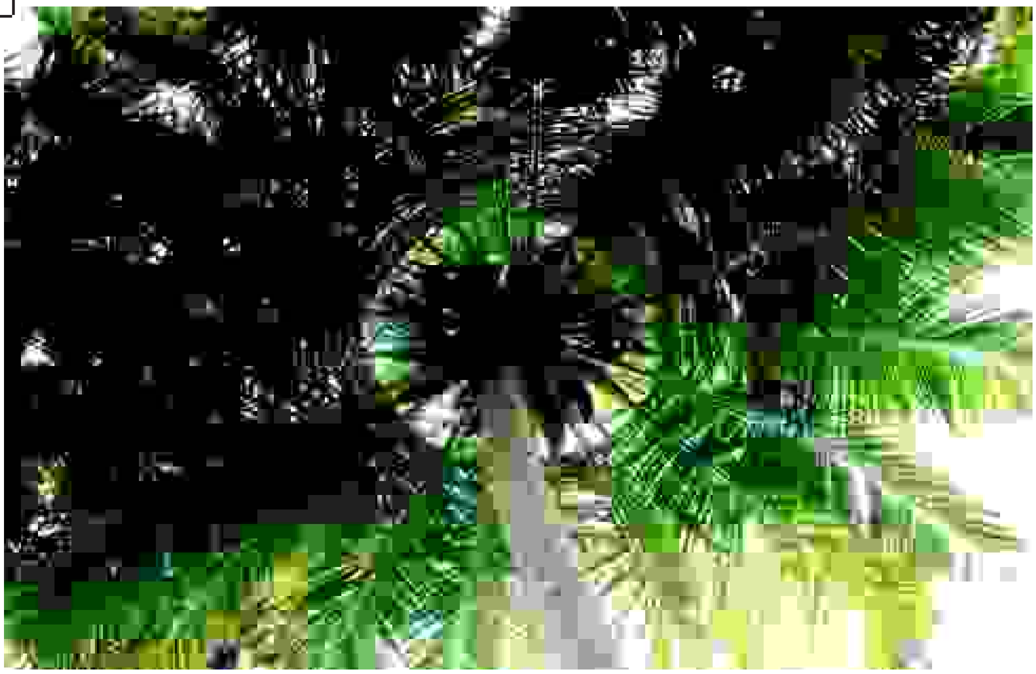

ناریل کا ایک گھنا درخت

پھل

ناریل کے درخت میں بھی اُس کے تنے، بڑے بڑے پتّوں، پھل اور گودے کو بہت سی چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ناریل کی چھال کے ریشوں کو ہرے ناریلوں کی باہری چھال سے نکالا جاتا ہے اور اس سے دھاگا اور رسّیاں بُنی جاتی ہیں جب کہ بھورے ناریل کے ریشے گدّوں میں بھرے جاتے ہیں۔ناریل کی چھال پر سے سخت چھلکا اتارنے کے لیے اسے پانی میں ڈبو کر نرم کرنا پڑتا ہے۔ناریل کی چھال بنانے والے گاؤں کیرالا کی رکے ہوئے پانی کی بستیوں میں واقع ہیں جہاں ناریل کی چھال کو صاف کرنے اور اسے کاٹنے اور اس سے فرش بنانے کی مہارت بکثرت پائی جاتی ہے۔سبز چھال سے نکالی گئی سفید چھال عمدہ کوالٹی کی ہوتی ہے اور نمکیات سے گل جانے میں مزاحم ہوتی ہے۔اس کا وسیع تر استعمال پانی کے جہاز بنانے اور فرشیاں بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔

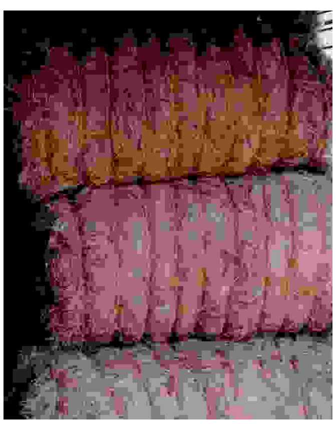

ناریل کے ریشے

پتّے

کیوڑے کا درخت گرم علاقے میں پایا جاتا ہے اور زمین کو کٹاؤ سے محفوظ رکھنے کی اپنی صلاحیتوں کی بنا پر جانا جاتا ہے۔یہ کیرالا میں باڑ یا سرحد کے طور پر اگایا جاتا ہے۔یہ بکثرت دستیاب ہے اور دیہاتی عورتوں کے لیے آمدنی کا ایک ذریعہ مہیّا کرتا ہے جو اس کی پتوں کی پٹّیوں سے چٹائیاں بنتی ہیں۔اس کے پتے چھتوں پر چھپر ڈالنے کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔دریاں اور بڑی چاندنیاں بننے کے لیے پٹیوں کو افقی سطح پر باہم پیچاں کیا جاتا ہے اور پھر ڈبے، تھیلے اور ہیٹ بنانے کے لیے کاٹا جاتا ہے اور ٹانکے لگائے جاتے ہیں۔

کیوڑے کے درخت کی نر اور مادہ اقسام ہیں۔مادہ کیوڑے کے درخت سے عمدہ ریشے برآمد ہوتے ہیں جو روایتی چٹائیاں مِتھّا پائی بننے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔یہ دریاں ملائم اور سوتے وقت ٹھنڈی رہتی ہیں۔نر کیوڑے کے درخت سے کھردرے ریشے نکلتے ہیں۔کیرالا کے کولم ضلع کے تھازاوا علاقے میں دو پرتوں والی چٹائیاں بنائی جاتی ہیں۔پرتوں کو ایک ساتھ سینے کے لیے بھڑک دار رنگوں کی پٹیاں سروں پر لگائی جاتی ہیں۔سفید چٹائی کو ایک پتھر سے گھسا جاتا ہے جس سے یہ چمکدار ہو جاتا ہے۔

جھالر دار یا مرکب پتوں کو ایک ساتھ بنتے ہوئے

روایتی بانس کے دستکار، اُڑیسہ

ساری دنیا ایک ٹوکری میں

روز مرّہ استعمال کی ایک عام شے، ٹوکری دل و دماغ کو بہت زیادہ متاثر کر سکتی ہے ــــ کچھ اسی طرح جیسے مٹی کے ایک ذرّے کے بارے میں غور و خوض کائنات کی فطرت کے راز افشاں کر سکتا ہے۔

ہمیں متاثر کرنے والی سب سے پہلی چیز اس کی ظاہری ساخت ہے جو ان ٹوکریوں کا بنیادی امتیاز ہے جو بُنائی کے دوران نمایاں ہوتا ہے۔رسیوں ،پتوں، گھاس ،جھاڑیوں، تیلیوں، ٹہنیوں یا ایسے ہی کسی دیگر سامان سے بنائے گئے ڈیزائن اور نقوش ہمیں لبھاتے ہیں۔ ہم جبلّی طور پر اس کی سطح پر ہاتھ پھیر کر دیکھ سکتے ہیں جو کہ ایک قابل فہم ردّ عمل ہوگا کیوں کہ خواہ چھو کر دیکھا جائے یا صرف نگاہوں سے اندازہ کیا جائے، بہر حال ساخت دراصل سطح کی خصوصیت ہوتی ہے۔

ٹوکریوں کو دیکھنے کے بعد ہم کسی کے بارے میں انسانی نقطۂ نظر سے سوچ سکتے ہیں، ہم خواہ غریب ہوں یا امیر، اعلیٰ تعلیم یا فتہ ہوں یا ناخواندہ، فی الواقع دنیا کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھتے ہوں نیز کسی بھی زمانے سے، ہم خود کو ٹوکری سے وابستہ کر سکتے ہیں۔مٹی کی برتن سازی کے ساتھ ٹوکری سازی بھی دنیا کی قدیم ترین انسانی دستکاریوں میں سے ایک ہے۔ فطری ماحول سے خام مال لینا اور اس سے اشیا کی ذخیرہ اندوزی اور نقل وحمل کے لیے مفید ایک ٹوکری بنانا، ایسی ٹوکری جو انسان کے اعضا کی بناوٹ کے اعتبار سے استعمال میں سہل اور آرام دہ ہو،تخلیقی صلاحیت کا کیسا زبردست کا رنامہ ہے۔

بانس کی دستکاری : مردوں اور عورتوں کے ذریعے پیشے کے طور پر اپنائی گئی دستکاری مغرب میں گجرات سے لے کر مشرق میں آسام تک اور شمال میں اتر پردیش سے لے کر جنوب میں کیرالا تک کئی ریاستوں میں متعدد افراد کے لیے روزگار کا روایتی اور آبائی وسیلہ ہے۔

میگھالیہ کے کھاسیوں کی ایکرا بانس سے بنائی گئی کارآمد مصنوعات

البتہ ڈیزائن کی تعداد افراد کے تئیں ہماری تحسین کو اکثر کسی فرد و احد کے بجائے کسی گروہ کی جانب متوجہ کرتی ہے ــــ کون جانے کہ کس نامعلوم دستکار نے اس کی ایجاد کی ہوگی جسے بعد میں کئی افراد کے ذریعہ سنوارا ،نکھارا اور اپنا یا گیا؟ یقیناً مخصوص قسم کی ٹوکریاں مخصوص خطّوں اور ثقافتوں سے وابستہ ہیں جیسے کلو وادی میں سیب جمع کرنے والوں کی مخروطی ٹوکریاں اور کانگڑی برتن کی ٹوکریاں جنھیں کشمیر کی علامت کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے۔

ایک اور انسانی اور معاشرتی نکتہ معاشیات کا ہے، جب کوئی شخص ایک روایتی ٹوکری خرید تا ہے تو اس کا قوی امکان ہوتا ہے کہ اس کی فروخت سے کسی فیکٹری یا کمپنی کے مالک کا نہیں بلکہ کسی فردِ واحد کا فائدہ ہوگا جو ممکن ہے کہ دولت مند نہ ہو اور خود مختاری کے اعلیٰ درجے پر جیسے کسی امداد باہمی کے رکن کے طور پر کام کر رہا ہو۔

ٹوکریوں کو آج ماحولیات کے نقطۂ نظر سے بھی پسند یدہ خیال کیا جا سکتا ہے، چوں کہ یہ تیزی سے بڑھنے والے پودوں سے برآمد سامان سے بنائی جاتی ہیں جسے کسی قسم کے تکنیکی عمل سے نہیں گزرنا پڑتا (اس طرح توانائی کی بچت ہوتی ہے)۔ٹوکریوں کو بنانے کے لیے توانائی اور وسائل سے لیس کارخانوں یا تکنیکی عمل کی ضرورت نہیں اور ٹوکریاں ماحول کے لیے ضرر رساں نہیں ہیں اور اس لیے ان سے کم سے کم آلودگی ہوتی ہے ۔

— دیپک ہیراننداني، *دی ٹائمز آف انڈیا*
28 مئی 2001

عالمی پیمانے پر قدرتی ریشوں کا استعمال

ماقبل تاریخ کے قدیم مصر میں تازے پانی کے ایک نرسل، آبی نرسل (Papyrus) کی اہمیت کے شواہد ملتے ہیں۔ آبی نرسل ایک طویل القامت پھولدار نرسل ہے اور اس کا استعمال تہواروں اور مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے کیا جاتا ہے اور یہ **قدیم مصر** کے اساطیر کا ایک حصہ ہے۔ آبی نرسل کو مخطوطات کے لیے کاغذ بنانے سے لے کر نرسل کی کشتیاں بنانے تک کئی کاموں میں استعمال کیا جاتا تھا، یہ کشتیاں دریائے نیل کی جان تھیں۔ اس کی چھال سے کشتیاں بنائی جاتیں۔ بڑی بڑی لکڑیوں کی کشتیوں کے تختوں کے جوڑ آبی نرسل سے ملائے جاتے، بادبانی کشتیوں کے رسّے آبی نرسل کے ریشوں سے بنائے جاتے اور آبی نرسل کا پھول فراعینہ کی ایک مقدس علامت تھا۔

الاسکا کے اسکیمو اور بحرالکاہل کے جزائر جیسے **ٹونگا، ساموا، ہوائی، پاپوانیوجنیوا، فیجی** اور **نیوزی لینڈ** کے فرقے انجیر کے درخت کی چھال سے نکالی گئی پٹّیوں کو بار بار پیٹ کر چھال کا کپڑا تیار کرتے ہیں۔ اگر پٹّیاں پتلی ہوتی ہیں تو کئی پٹیوں کو ایک ساتھ رکھ کر پیٹا جاتا ہے اور ایک بڑی شیٹ بنائی جاتی ہے۔ بعض مرتبہ پٹّیوں کو جوڑنے کے لیے اس کے ٹکڑوں پر کلف لگایا جاتا ہے۔ ٹونگا کا چھال کا کپڑا ایک ٹاپا کو اسٹینسل کا استعمال کرتے ہوئے رنگا جاتا ہے جو ناریل کے پتوں کی درمیانی رگ کو کاٹ کر حاصل کیا جاتا ہے۔

استوائی **افریقہ** کے آئتوری جنگلات میں رہنے والے موتی بونے شکار کر کے غذا حاصل کرتے ہیں اور پودوں کے بارے میں اپنی معلومات کے لیے جانے جاتے ہیں۔ وہ انھیں کئی چیزوں کے لیے استعمال کرتے ہیں جیسے غذا، پناہ گاہ، ادویات، فرنیچر، ہتھیار، شکار کے لیے زہر اور کپڑے ورنگائی۔

یوروپ، شمالی امریکہ اور **الاسکا** میں چٹائیاں گھاس، نرسل اور سعادہ سے بنائی جاتی ہیں اور ٹوکریاں کٹری کی چھیلن، سخت لکڑی والے درختوں کی شاخوں، بید، بیدِ مجنوں اور درختوں کی چھال سے بنائی جاتی ہے۔

جنوبی افریقہ کے گھاس کے میدان لچھے دار ٹوکریوں کے لیے خام مال فراہم کرتے ہیں جب کہ آبی زمین چٹائیوں کے لیے نرسل اور شاخیں مہیّا کراتی ہے، ریگستان میں امریکی ایلوا (کیوڑے کے خاندان کا ایک پودا) یا رس دار کیکٹس پایا جاتا ہے، گرم علاقوں میں تاڑ اور کاشت کاری کی زمین سے پیال ملتا ہے۔

شمالی امریکہ اور یوروپ کے سرد اور معتدل جنگلات میں برچ یا سندر درخت کی چھال اور برگ ریز (Deciduous) درختوں کی سخت لکڑی ٹوکری سازی پٹیوں کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے گرم اور نیم گرم علاقوں کے جنگل بانس اور بید کا ایک وافر وسیلہ ہیں جو چھپّر بنانے، اوزار اور زرعی آلات بنانے، ماہی گیری اور بستیوں میں بسی آبادیوں کی روزمرہ ضروریات مہیا کرتے ہیں۔

لچھے دار ٹوکریاں گھاس کے ریشوں یا تاڑ کے پتوں کے ریشوں سے بنائی جاتی ہیں جو **مراقش، مشرقی افریقہ، ہندوستان، گھانا، میکسیکو، بولیویا، گواٹی مالا اور بحرالکاہل** کے جزائر میں پائے جاتے ہیں۔ تہواروں کے موقع پر کام آنے والی ٹوکریوں اور ٹوپیوں کو اکثر لچھے بنانے، پیچ ڈالنے، چنٹیں ڈالنے کی تکنیکیں استعمال کر کے بنایا جاتا ہے اور انھیں پروں، سیپوں، سکّوں اور بڑے بڑے ڈیزائنوں اور رنگوں سے سجایا جاتا ہے۔

بنگلہ دیش، برما، جنوب مشرقی ایشیا، چین اور جاپان میں بانس کا بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ مشرق کی ثقافت کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔

جاپان میں بانس کے تئیں ایک منفرد بصیرت ملتی ہے جس کا اظہار روایتی تعمیرات، باڑ، دستکاری، فنون لطیفہ اور ٹیکسٹائل کی اجناس میں ہوتا ہے۔ یہ دستکاری کی وہ روایت ہے جو فطرت کی ماقبل تاریخ کی قدر و قیمت متعین کرتی ہے اور دستکاری کے شعبے میں سادگی اور عمدگی کا مطالعہ پیش کرتی ہے۔

مشق

1۔ کاشت کیے جانے والے اور ہمارے جنگلات میں موجود خود رو صلاحیت والے پودوں سے ملنے والے تمام خام مال صلاحیت کے اعتبار سے قابلِ تجدید وسائل ہیں جنھیں انسان اگرپائیدار طریقے سے معتدل طور پر استعمال کرے تو اسے کئی چیزیں بنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دستکاری کے تین رواجوں۔پتھر، دھات اور قدرتی ریشوں میں محفوظ رکھنے کے اصول کا موازنہ کیجیے اور ان کا اطلاق کر کے دکھایئے۔

2۔ آپ کے خیال میں قدرتی ریشوں سے بنی اشیا اور پلاسٹک کی اشیا میں کیا فرق ہے؟

3۔ قدرتی ریشوں کی کیا خصوصیات ہیں اور ان خصوصیات کا استعمال دستکاری میں کس طرح کیا جا تا ہے ؟ مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

4۔ انٹرنیٹ پر تلاش کیجیے اور کسی ایک ایشیائی ملک میں قدرتی ریشوں کا استعمال بیان کیجیے۔

5۔ جنگلاتی زمین کو کاشت کاری اور صنعتی علاقوں میں تبدیل کرنے کی وجہ سے ہندوستان میں بانس کی دستکاری سے جڑے فرقوں کے لیے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اپنی تجاویز پیش کیجیے جو ان مسائل کے حل میں معاون ہو سکتی ہیں۔

6۔ ایک ایسی اسکیم بنایئے جو آپ دستکاری کے عظیم ماہرین کے اعزاز اور دستکاری کی روایتوں کو بہتر بنانے کے لیے ہندوستان میں شروع کرنا چاہیں۔

7۔ دیہی اور شہری گھروں میں پلاسٹک کے سامان کی آمد کے کیا اثرات ہیں؟ (ان امور پر غور کیجیے : دیہی معیشت، روایتی دستکاری اور مہارت، ماحولیات اور صحت)

8۔ چکنی مٹی اور پتھر کے برخلاف، ٹوکری سازی ایک کُل وقتی پیشہ نہیں ہے۔ موازنہ اور مقابلہ کیجیے اور وجوہات بتایئے کہ عام طور پر ایسا کیوں ہے؟